مولانا محمد ضیاء الحق کلیار

کھیل اور شریعتِ اسلامیہ

اسلام وہ مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں زندگی کے تمام پہلوؤں پر جامع ہدایات دی گئی ہیں جن کے ذریعے آخرت کی دائمی کامیابی کے ساتھ ساتھ دنیا کی تمام مصالح کی پوری پوری رعایت موجود ہے۔ اسلام کی یہ پاکیزہ تعلیمات جہاں عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات کے اہم مسائل پر حاوی ہیں وہاں یہ تعلیمات انسانی زندگی کے ان نازک پہلوؤں پر بھی محیط ہیں جو انسانی جذبات کی بڑی آماجگاہ ہیں ان ہی میں سے ایک پہلو یہ ہے کہ انسانی زندگی میں کھیل کا کیا مقام اور حیثیت ہے؟

افراط وتفریط کے اس دور میں اگر ایک طرف مغربی تہذیب نے پوری زندگی کو کھیل کود بنا دیا ہے تو دوسری طرف بعض شدت پسند دیندار حلقوں نے اپنے طرز عمل سے اس تصور کو فروغ دیا ہے کہ اسلام صرف اور صرف عبادات اور خوف وخشیت کا نام ہے جس میں کھیل کود، سیر وتفریح، خوش دلی اور زندہ دلی کا کوئی تصور اور گزر نہیں۔

اسلام میں کھیل کے شرعی احکام سمجھنے اور جاننے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ انسانی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ "وقت" ہے اور اس سے بیش قیمت اور عزیز القدر کوئی دوسرا سرمایہ نہیں۔ جو لوگ اسی کو بے مقصد ضائع کرتے ہیں عیش وعشرت میں برباد کرتے ہیں باقیاتِ صالحات کے بجائے زوال پزیر اور فانی چیزوں کے حصول میں صرف کرتے ہیں وہ کاروبار زیست سے نفع کیا خاک حاصل کریں گے، انھوں نے تو اپنی پونجی ہی ڈبودی ہے اس سے بڑا خسارہ اور کیا ہوسکتا ہے۔ نفع کے بجائے نقصان اُٹھایا نقد وقت بھی ہاتھ سے کھو بیٹھے انھیں لوگوں کے لیے

قرآن کریم نے مندرجہ ذیل کلمات طیبات ارشاد فرمائے۔

والعصرO ان الانسان لفی خسرO(۱)

قسم ہے زمانہ کی۔ بے شک انسان خسارہ میں ہے۔

آخرت کی کامیابی سے قطع نظر محض دنیوی کامیابی بھی انھی لوگوں کے حصہ میں آتی ہے جو اپنے قیمتی لمحات کو ٹھیک ٹھیک کاموں پر خرچ کرتے ہیں اور اپنی زندگی کے لمحات کو ضائع ہونے سے بچاتے ہیں ایک کامیاب انسان وہی سمجھا جاتا ہے جو سنجیدگی کے ساتھ اپنی زندگی کے لمحات کو مناسب جگہوں پر خرچ کرے اور اوقاتِ عزیز کو بیکار کاموں اور کھیل کود میں ضائع ہونے سے بچائے۔

یہی وہ حقیقت ہے جس کی طرف قرآن حکیم نے کئی جگہ توجہ دلائی ہے اور ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو زندگی کے اہم مقاصد کو یکسر نظرانداز کر کے پوری زندگی کو کھیل تماشہ بنانا چاہتے ہیں۔

کھیل تماشا کے متعلق قرآن کریم نے لہو ولعب کے الفاظ ذکر کیے ہیں اب لہو ولعب کی وضاحت درج ذیل ہے علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ لہو کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> جس چیز میں مشغولیت کی وجہ سے انسان اپنے مقصود سے غافل ہو جائے اس کو لہو کہتے ہیں۔

اللھو: مایشغل الانسان عما یغنیہ ویھمہ۔(۲)

لعب کا معنی بیان کرتے ہوئے علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

> لعب اصل لعاب ہے یہ لفظ اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب منہ سے لعاب بہنے لگے اور جب کسی شخص کا فعل بغیر قصد کے واقع ہو تو اس کو لعب کہتے ہیں۔

اللعب: "لعب فلان اذاکان فعلہ غیر قاصد بہ مقصداً صحیحاً"(۳)

اسی کے ساتھ ایک اور لفظ لغو بھی استعمال ہوتا ہے اس کی تعریف کرتے ہوئے علامہ قرطبی نے

---

(۱) العصر۱۰۳، ۱۔۲ (۲) المفردات، ص ۴۵۵، مطبوعہ المکتبہ المرتضویہ، ایران

(۳) المفردات ص ۴۵۰ مطبوع ایران

لکھا ہے۔

اللغو: ''وھو کل سقط من قول اوفعل فیدخل فیه الغنا' واللھو وغیر ذلک مما قاربه''(۴)

یعنی لغو ہر نکمی بات اور فضول فعل کو کہتے ہیں جس میں گانا باجا راگ رنگ وغیرہ سب بیکار باتیں شامل ہیں۔

اردو لغت میں کھیل تماشا، کرتب، سیر اور آسان معانی میں استعمال ہوا ہے۔(۵)

ہر کھیل تماشا مطلقاً ممنوع اور حرام نہیں ہے بلکہ جو کھیل تماشا کسی غیر شرعی امر پر مشتمل ہو مثلاً غیر محرم مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہو۔ کسی کھیل میں کھیلنے والوں کا ستر کھلا رہے تو ایسے کھیل ممنوع ہیں۔

یا کھیل میں اسقدر مشغول ہو جائے کہ فرائض اور واجبات ترک ہو جائیں وہ کھیل جائز نہیں ہے۔

اسلام سستی اور کاہلی کو بھی ناپسند کرتا ہے اسی وجہ سے اسلام میں ایسے بامقصد کھیل کی اجازت دی گئی ہے جو انسان میں مختلف قسم کی مہارتیں پیدا کرے اور اس سے سستی اور ملال کو دور کرے تو اس قسم کے کھیل اسلام میں نہ صرف جائز بلکہ ایک حد تک مستحسن ومطلوب بھی ہیں تاکہ طبیعت میں حوصلہ، ہمت، نشاط اور امنگ پیدا ہو تاکہ وہ اپنی زندگی کے اعلیٰ مقاصد کی طرف متوجہ ہو سکے مگر ان تمام چیزوں میں لہو ولعب اور لغو حرکت کا گزر نہ ہو اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه(۶)

یعنی آدمی کے اچھے اسلام کی علامت یہ ہے کہ وہ لایعنی امور ترک کردے۔

اب ہم کھیل کے بارے میں اسلام کے نقطۂ نظر پر تفصیل سے بحث کریں گے تو اس کے لیے پہلے قرآن پاک سے اس کا جائزہ لیں گے پھر اس کے بعد حدیث پاک میں پسندیدہ اور

(۴) القرطبی ص ۸۰ جلد ۱۳

(۵) اظہر اللغات ص ۵۸۲، اظہر پبلشرز اردو بازار، لاہور

(۶) ابن ماجہ، مسند احمد بحوالہ مشکوۃ المصابیح، ص ۴۳۱، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور، کراچی

ناپسندیدہ دونوں قسم کے کھیلوں پر سیر حاصل بحث کریں گے اس کے بعد فقہائے کرام اور محدثین کے اقوال ذکر کیے جائیں گے اس کے بعد دور جدید میں طبقہ رجال ونساء کے مختلف کھیل اور شریعت اسلامیہ میں ان کا حکم بیان کیا جائے گا اور سب سے آخر میں اس تمام بحث کا خلاصہ ذکر کریں گے۔

اب ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی اعانت سے اس بحث کو اس دعا کے ساتھ شروع کرتے ہیں کہ اللہ کریم اس کی خطاء سے ہمیں محفوظ رکھے۔

لہو ولعب سے متعلق آیات قرآنی

ومن الناس من یشتری لھوالحدیث لیضل عن سبیل اللّٰہ بغیر علم ویتخذھا ھزوا اولئک لھم عذاب مھینO(۷)

اور کئی لوگ ایسے بھی ہیں جو بیوپار کرتے ہیں (مقصد حیات سے) غافل کر دینے والی باتوں کا تاکہ بھٹکاتے رہیں راہِ خدا سے اس کے نتیجہ بد سے بے خبر ہو کر اور اس کا مذاق اڑاتے رہیں یہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔

قرآن کریم نے انسانی زندگی کا جو تصور پیش کیا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ زندگی بڑی قیمتی چیز ہے اس کا ایک ایک لمحہ گراں بہا ہے یہ ایسی مہلت ہے جو صرف ایک ہی مرتبہ ارزانی ہوتی ہے انسان جب اپنا مقررہ وقت بسر کر بیٹھتا ہے تو پھر دنیا بھر کے خزانے دے کر بھی اس میں ایک گھڑی کا اضافہ نہیں کیا جاسکتا۔ اچھے یا بُرے جو اعمال وہ کرتا ہے ان کے اچھے یا بُرے نتائج ضرور مرتب ہوتے ہیں اور وہ اپنے تمام اعمال وافعال کے لیے اپنے خالق ومالک کے ہاں جواب دہ ہے اسی محدود اور مقررہ مدت میں اس نے اپنی عاقبت کو بھی سنوارنا ہے۔ اپنی دنیوی زندگی کو بھی با مقصد با وقار اور حتی الوسع آرام دہ بنانا ہے مزید برآں اپنی ذہنی فکری اور روحانی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر گلشن ہستی کو حسن اور بہار میں اضافہ بھی کرنا ہے۔

جو دین زندگی کو اتنی اہمیت دیتا ہے اس سے یہ توقع عبث ہے۔ اس سے یہ توقع عبث ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو عیش وعشرت اور لہو ولعب کی کھلی چھٹی دے گا اور انھیں بے مقصد زندگی بسر

(۷) سورۂ لقمان ۳۱۔۶۔پ ۲۱

☆بیع فاسد: جو بیع اصل کے اعتبار سے جائز ہو لیکن وصف کے اعتبار سے جائز نہ ہو☆

کرنے کی اجازت دے گا اس لیے قرآن حکیم اور احادیث نبویہ میں تمام ایسے کاموں سے اجتناب کی بار بار تاکید کی گئی ہے جو لغو اور لایعنی ہوں۔ اس آیت کریمہ میں بھی اسی قسم کا تاکیدی فرمان ہے چناں چہ علامہ آلوسی نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے لہو کی یہ تفسیر نقل کی ہے۔

عن الحسن کل ما شغلک عن عبادۃ اللّٰہ و ذکرہ من السھر والاضاحیک والخرافاتِ والغنا و نحوھا.(۸)

یعنی ہر وہ بات لہو الحدیث ہے جو تجھے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر سے غافل کر دے رات گئے تک قصہ گوئیاں ہنسانے والے چٹکلے، ہر طرح کے خرافات گانا بجانا وغیرہ اس میں شامل ہیں۔

کھیل کود کے متعلق کئی آیات موجود ہیں مثلاً:

مایاتیھم من ذکر من ربھم محدث الااستمعوہ و ھم یلعبونO(۹)

نہیں آتی ان کے پاس کوئی تازہ نصیحت ان کے رب کی طرف سے مگر یہ کہ وہ سنتے ہیں اسے اس حال میں کہ وہ کھیل کود میں مگن ہوتے ہیں۔

قالوآ اجئتنا بالحق ام انت من اللعبین۔(۱۰)

انھوں (کافروں) نے پوچھا کیا تم ہمارے پاس کوئی سچی بات لے کر آئے ہو یا صرف دل لگی کر رہے ہو۔

ومالحیوۃ الدنیا الالعب ولھو وللدار الاخرۃ خیر للذین یتقون افلاتعقلونO(۱۱)

اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر کھیل اور تماشا اور بے شک آخرت کا گھر بہتر ہے ان کے لیے جو (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے ہیں۔

زندہ دونوں رہتے ہیں مومن بھی اور کافر بھی لیکن ان کی زندگیوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور اسے بڑی عمدگی کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا ہے ارشاد ہے:

ھذہ حیاۃ الکافر لانہ یزجیھا فی غرور و باطل فاماحیاۃ المومن

---

(۸) روح المعانی: علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت

(۹) سورۃ الانبیاء ۲۱، ۲ پ ۱۷ (۱۰) سورہ الانبیاء ۲۱، ۵۵ پ ۱۷ (۱۱) سورۃ الانعام ۶۔۳۲ پ ۷

☆ بیع مزابنہ: کٹے ہوئے پھل کو درخت پر لگے ہوئے پھل کے بدلے اندازاً فروخت کرنا ☆

فتنطوی علی اعمال صالحة فلاتكون لهوا ولعبا.

لہو ولعب کافر کی زندگی کا نچوڑ ہے کیوں کہ وہ قیمتی لمحے غرور ونخوت اور باطل میں ضائع کر دیتا ہے لیکن مومن کی زندگی اعمال صالحہ سے لبریز ہوتی ہے اس لیے وہ لہو ولعب نہیں' یہ اور بات ہے کہ آج ایمان کے بیشتر دعوے داروں کو اس فرق کا احساس ہی نہ ہو۔(۱۲)

وما هذه الحيوة الدنيا الا لهوولعب و ان الدارالاخرة لهی الحيوان لو كانوا يعلمونO(۱۳)

اور نہیں ہے یہ دنیوی زندگی مگر کھیل کود اور دارِ آخرت کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے جسے موت نہیں کاش وہ اس حقیقت کو جانتے۔

فذرهم يخوضوا ويلعبوا حتی يلاقوا يومهم الذی يوعدونO(۱۴)

پس (اے حبیب) آپ رہنے دیں انھیں کہ بیہودہ باتیں بناتے رہیں اور کھیل کرتے رہیں حتیٰ کہ ملاقات ہو جائے ان کی اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولئن سالتهم ليقولن انما كنا نخوض و نلعب قل ابا للّٰه وآيته و رسوله كنتم تستهزؤنO(۱۵)

اور اگر آپ دریافت فرمائیں ان سے تو کہیں گے بس ہم تو صرف دل لگی اور خوش طبعی (کھیل) کر رہے تھے آپ فرمائیے (گستاخو!) کیا اللہ سے اور اس کی آیتوں سے اور اس کے رسول سے تم مذاق کیا کرتے تھے۔

ارشاد خداوندی ہے:

اوامن اهل القری ان ياتيهم باساضحی وهم يلعبونO(۱۶)

یا کیا بے خوف ہو گئے ہیں ان بستیوں والے اس سے کہ آ جائے ان پر ہمارا

(۱۲) تفسیر ضیاء القرآن جلد اول ص ۵۴۹ (۱۳) سورۃ العنکبوت ۲۹، ۶۴ پ ۲۱ (۱۴) سورۃ الزخرف ۴۳، ۸۳ پ ۲۵
(۱۵) سورۃ التوبہ۔ ۹، ۶۵ پ ۱۰ (۱۶) سورۃ الاعراف ۷، ۹۸ پ ۹

عذاب چاشت کے وقت جب کہ وہ کھیل کود رہے ہوں۔

ارشاد ربانی ہے:

واذا ناديتهم الى الصلوٰة اتخذوها هزوا ولعبا ذلك بانهم قوم لايعقلون O(۱۷)

اور جب تم بلاتے ہو نماز کی طرف (یعنی اذان دیتے ہو) تو وہ بناتے ہیں اسے مذاق اور تماشہ یہ (حماقت) اس لیے ہے کہ وہ ایسی قوم ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وذر الذين اتخذوا دينهم لعباً ولهوا و غرتهم الحيوه الدنيا و ذكربه ان تبسل نفس بما كسبت O(۱۸)

اور چھوڑ دیں جنھوں نے بنالیا ہے اپنا دین کھیل اور دل لگی اور دھوکہ میں ڈال دیا ہے انھیں دنیوی زندگی نے اور نصیحت کرو قرآن سے تاکہ ہلاک نہ ہو جائے کوئی آدمی اپنے عملوں کی وجہ سے۔

وہ بدنصیب لوگ جنھوں نے دین کو کھیل اور دل لگی بنا رکھا ہے اور سنجیدگی اور متانت سے اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے طلب حق کا شوق ہی دل میں نہیں رکھتے بلکہ الٹا مذاق کرتے ہیں انھیں اپنے حال پر رہنے دو زندگی کی عیش وعشرت اور ساز وسامان نے انھیں بدمست ومدہوش کر دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انما الحيوة الدنيا لعب ولهو وان تومنوا و تتقوا يوتكم اجوركم ولا يسئلكم اموالكم O(۱۹)

یہ دنیوی زندگی تو محض ایک کھیل اور تماشا ہے اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیزگار بن جاؤ تو وہ تمھیں تمھارے اجر عطا کرے گا اور وہ نہ طلب کرے گا تم سے تمھارے مال۔

(۱۷) سورۃ المائدہ ۵، ۵۸ پ ۶ (۱۸) سورۃ الانعام ۶، ۷۰ پ ۷ (۱۹) سورۃ محمد ۴۷، ۳۶ پ ۲۶

ان آیات کا خلاصہ

لہو ولعب (کھیل کود) سے متعلق یہ چند آیات جو ذکر کی گئی ہیں ان میں اکثر آیات اگر چہ اپنے شان نزول کے اعتبار سے کافروں سے متعلق ہیں مگر محض ان آیات کے ترجمہ ہی سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ایک بامقصد زندگی اور کھیل کود پر مبنی زندگی میں زمین وآسمان کا فرق ہے پہلی زندگی اسلام کا مقصود ہے اور دوسری زندگی اسلام کی نگاہ میں مذموم۔

خلاصہ یہ کہ اسلام میں یہ دنیا اور اس کی زیب وزینت تو ایک کھیل تماشا سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی لمحہ بھر کے لیے تو بڑی رونق ہوتی ہے تماشا دیکھنے والوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ جمع ہو جاتے ہیں لیکن ادھر کھیل ختم ہوا ادھر ہر کوئی اپنے اپنے گھر کو سدھار گیا وہی میدان جہاں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی وہاں اب خاک اڑنے لگتی ہے، کتنا نادان ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ یہ محفل یونہی سجی رہے گی یہ تماشا یونہی جاری رہے گا یہ قہقہے اسی بلند ہوتے رہیں گے بس بعینہ یہی مثال اس بزم ہستی کی ہے مانا آج ہر طرف بڑی چہل پہل ہے پھول کھل رہے ہیں کلیاں مسکرا رہی ہیں ہری ہری شاخوں پر بیٹھے ہوئے طیور نغمہ سنجی کر رہے ہیں لیکن ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا رہے گا اس لیے نادان نہ بنو اپنی اس ابدی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے فرصت کے ان لمحوں کو غنیمت جانو تمھیں اپنی دانش مندی اور زیرکی پر بڑا ناز ہے تم اتنا بھی نہیں سوچتے کہ ابدی اور دائمی زندگی کو نظر انداز کر کے اس ناپائیدار زندگی کی عشرتوں میں محو رہنا بڑے گھاٹے کا سودا ہے اس لیے اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ وہ اپنے قیمتی لمحات کو اس جگہ پر صرف کرے جہاں اسے دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائیاں میسر آسکیں اور خسارہ سے بچ سکیں اس لیے قرآن حکیم نے سورۃ المومنون میں جہاں کامیاب مومنین کی اعلیٰ صفات کو ذکر کیا ہے وہاں یہ صفت بھی ذکر کی ہے۔

والذین هم عن اللغو معرضون. (۲۰)

اور یہ وہ لوگ ہیں جو لغو یعنی فضول باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔

اسی طرح سورۃ الفرقان میں اللہ تعالیٰ نے خاص بندوں کی صفات ذکر کیں تو ارشاد فرمایا:

واذامروا باللغو مروا کراماً. (۲۱)

---

(۲۰) سورۃ المومنون ۲۳،۳،پ ۱۸ (۲۱) سورۃ الفرقان ۲۵،۷۲،پ ۱۹

یعنی جب یہ لوگ لغو یعنی فضول باتوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو شرافت کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایک حدیث پاک میں اس کی وضاحت یوں ارشاد فرمائی:

الکیس من وان نفسه وعمل لمابعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله. (۲۲)

یعنی عقل مند وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کی تیاری کرتا رہے اور عاجز وہ شخص ہے جو خواہشات نفسانی میں مبتلا رہے اور اللہ سے آرزوئیں بھی رکھتا ہو۔

مگر ان ساری باتوں کے باوجود اسلام مناسب حد تک کھیل کی نہ صرف حوصلہ افزائی کرتا ہے بلکہ اس کو شرعاً مستحسن بھی سمجھتا ہے ایسا کھیل جس میں چستی اور نشاط مطلوب ہو جائز ہے کیوں کہ اسلام انسان کی زندگی کو اس قدر تنگ اور ست نہیں بناتا کہ وہ اس کے لیے اجیرن بن جائے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

ماجعل علیکم فی الدین من حرج. (۲۳)

اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔

اسی طرح ایک اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یریدالله بکم الیسر ولایرید بکم العسر. (۲۴)

اللہ تعالیٰ تم پر آسانی کرنا چاہتا ہے اور تم پر تنگی کرنا نہیں چاہتا۔

ایک اور جگہ پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یریدالله ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفاً. (۲۵)

اللہ تعالیٰ تم سے تخفیف کا ارادہ فرماتا ہے اور انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے:

---

(۲۲) مشکوۃ المصابیح ص ۴۵۱، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلیشرز۔ لاہور

(۲۳) سورۃ الحج ۲۲، ۷۸ پ ۱۷ (۲۴) سورۃ البقرہ ۲، ۱۸۵ پ ۲ (۲۵) سورۃ النساء ۴، ۲۸ پ ۵

☆ بیع مقائیضہ یہ ہے کہ: سامان کے بدلے سامان کی بیع ہو ☆

عید کے دن کچھ حبشی ڈھال اور نیزوں سے کھیل رہے تھے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر جھجکے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خذوا یا بنی ارفدة حتی تعلم الیهود و النصاری ان فی دیننا فسحة۔(۲۶)

اے حبشی بچو! کھیلتے رہو تا کہ یہود ونصاریٰ کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دین میں وسعت ہے۔

اور بعض روایات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یعنی کھیلتے کودتے رہو کیوں کہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ تمھارے دین میں سختی نظر آئے۔(۲۷)

پسندیدہ کھیل احادیث کی نظر میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

عن ابی هریره ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال کل شی من الهوالدنیا باطل الاثلاثة انتضالک بقوسک و تادیبک فرسک و ملاعبتک اهلک فانهن من الحق.(۲۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین کھیلوں کے سوا دنیا کا ہر کھیل باطل ہے تیر کمان کے ساتھ مقابلہ کرنا، اپنے گھوڑوں کو سدھانا اور اپنی بیوی کے ساتھ خوش طبعی کرنا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے:

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لا سبق الافی خف او حافر اونصل.(۲۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹ گھوڑے اور تیر اندازی یا نیزہ بازی کے سوا کسی چیز میں مقابلہ کا استحقاق نہیں ہے۔

---

(۲۶) ذکرہ السیوطی فی الجامع الصغیر، ص ۶۳۴ ج ۳

(۲۷) کنز العمال ص ۲۱۴، ج ۱۵

(۲۸) امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ المستدرک ج ۲ ص ۵۹ مطبوع، مکہ مکرمہ

(۲۹) امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ص ۳۴۸ مطبوعہ مجتبائی، پاکستان، لاہور

☆یکرہ الایثار بالقرب ☆ عبادت میں ایثار مکروہ ہے ☆

کنز العمال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان موجود ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حامن شئی تحضره الملائکة من اللهو الا ثلاثة الرجل مع امراته واجراء الخیل و النضال۔(۳۰)

یعنی کوئی کھیل ایسا نہیں جس میں رحمت کے فرشتے اترے ہوں سوائے تین کے مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا، گھوڑ دور اور تیر اندازی۔

ایک اور حدیث پاک میں تین کے بجائے چار کھیلوں کا ذکر ملتا ہے جیسا کہ یہ روایت ہے:

کل شئی لیس من ذکر اللّٰه لهو ولهب الا ان یکون اربعة ملاعبة الرجل امراته و تادیب الرجل فرسه وحشی الرجل بین الغرضین و تعلیم الرجل والسباحة. (۳۱)

یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد سے تعلق نہ رکھنے والی ہر چیز لہو ولعب ہے سوائے چار کے، آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا اپنے گھوڑے کو سدھانا دونشانوں کے درمیان (نشانہ بازی کے لیے) چلنا اور تیراکی سکھانا۔

ان مذکورہ احادیث میں جن کھیلوں کا ذکر ہے بعض دوسری روایات میں ان کی قدر تفصیل اور ترغیب بھی آئی ہے۔ اب یہاں سے ہر ایک کے بارے میں مختصراً علاحدہ علاحدہ بحث کرتے ہیں:

نشانہ بازی

اسلام کا پہلا پسندیدہ کھیل نشانہ بازی ہے جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی احادیث مذکور ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے فضائل بیان فرمائے اور اس کے سیکھنے کو باعثِ اجر وثواب قرار دیا کیوں کہ اس کھیل سے کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں مثلاً یہ کھیل جسم میں پھرتی پیدا کرتا ہے اعصاب کی پختگی کا سبب بنتا ہے اور نظر میں تیزی پیدا کرتا ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ جہاد کے موقع پر کافروں کے خلاف قوت پیدا کرتا ہے بلکہ قرآن حکیم نے تو باقاعدہ مسلمانوں کو اسی طرح کا حکم دیا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

(۳۰) کنز العمال ص ۲۱۴ ج ۱۵

(۳۱) کنز العمال ص ۲۱۱ ج ۱۵ اور الجامع الصغیر مع فیض القدیر ص ۲۳، ج ۵

واعدوالهم ما استطتم من قوة. (۳۲)

اے مسلمانوں تمھارے پاس جتنی قوت ہواسے کافروں کے لیے تیار کر کے رکھو۔

مشکوٰۃ شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے آپ نے قوت کی تفسیر رمی سے کی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا:

الا ان القوة الرمی الاان القوة الرمی الاان القوة الرمی. (۳۳)

یعنی خبردار قوت پھینکنا ہے بے شک قوت پھینکنا ہے بلاشبہ قوت پھینکنا ہے۔

اس پھینکنے میں جس طرح تیر کا پھینکنا داخل ہے اسی طرح اس میں گولی نشانہ پر مارنا چلانا راکٹ کو نشانہ پر پھینکنا اسی طرح میزائل، بم وغیرہ کو ٹھیک نشانہ تک پہنچانا بھی داخل ہے اور ان میں سے ہر ایک کی مشق جہاں جسم کی صحت اعصاب کی مضبوطی کا سامان بنتی ہے وہاں باعثِ اجر و ثواب بھی ہے۔

مشکوۃ شریف میں ہے:

عن عقبة بن عامر قال سمعت رسول اللّٰه علیه وسلم یقول من علم الرمی ثم ترکه فلیس ضا او قد عصی.

عقبہ بن عامر روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو تیر اندازی سیکھے پھر اسے چھوڑ دے تو وہ ہم میں سے نہیں یا اس نے نافرمانی کی۔ (۳۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

وعن عقبة ابن عامر قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول ان اللّٰه یدخل بالسهم الواحد ثلثة نفر الجنة صانعه یحسب فی صنعته الخیر و الرمی به و منبله وارموا وار کبواو ان ترموا

(۳۲) سورۃ الانفال ۸،۶۰ پ ۱۰

(۳۳) مشکوۃ المصابیح ص ۳۳۶، مطبوعہ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور

(۳۴) مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث ۳۶۸۶ صفحہ ۳۳۶ مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس۔ لاہور

احب الی من ان ترکبوا کل شیٔ یلھوبه الرجل باطل الارمیة بقوسه و تادیبه فرسه و ملاعبته امراته فانھن من الحق رواه الترمذی و ابن ماجة و زاد ابوداؤد الدارمی ومن ترل الرمی بعد ماعلمه رغبة عنه فانه نعمة ترکھا اوقال کفرھا.(۳۵)

روایت ہے حضرت عقبہ ابن عامر سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر کے ذریعے تین شخصوں کو جنت میں داخل کرے گا ایک اس کے بنانے والے کو جب کہ اپنی صنعت میں بھلائی کی نیت کرے اور تیر مارنے والے کو اور تیر دینے والے کو تیر چلاؤ گھوڑے کی سواری کرو تمھارا تیر چلانا گھوڑے کی سواری سے مجھے زیادہ پیارا ہے ہر وہ چیز جس سے مرد کھیلے باطل ہے سوا اس کے کہ اپنی کمان سے تیر اندازی کرنے کے اور اپنے گھوڑے کو سکھانے اور اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنے کے کہ یہ کھیل برحق ہیں ترمذی، ابن ماجہ اور ابوداؤد دارمی نے یہ زیادتی کی کہ جو تیر اندازی سیکھ کر بے رغبتی کرکے اس کو چھوڑ دے تو اس نے ایک نعمت تھی جیسے چھوڑ دیا، یا فرمایا اس کی ناشکری کی۔

اس حدیث پاک میں تیر اندازی کرنے کے فضائل بیان کیے گئے ہیں اس سے گویا نشانہ بازی کی مشق ہوتی ہے اس کے ساتھ ساتھ گھوڑے پر سواری کا ذکر ہے اس سے مراد نیزہ بازی ہے اگر گھوڑے پر سے دشمن کو نیزے مارے جاتے ہیں اب عصر حاضر میں بندوق چلانا نیزہ بازی کرنا ہوائی جہاز اڑانا اور توپ وغیرہ کی مشق کرنا بہ نیت جہاد اسی حکم میں شامل ہے۔

لہو ولعب یعنی کھیل میں دو چیزیں ہوتی ہیں غفلت اور لذت غافل کر دینے والا ہر عمل باطل ہے مگر لذت والا عمل تفصیل طلب ہے یہاں لہو سے مراد لذت والا عمل ہے حدیث پاک میں جن تین کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے ان تینوں پر ثواب ملتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

عن عقبه بن عامر قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم

(۳۵) مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث ۳۶۹۵ صفحہ ۳۳۷ ایضاً

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے

یقول ستفتح علیکم الروم ویکفیکم اللّٰہ فلا یعجز احدکم ان یلھو باسھمہ.(۳۶)

روایت ہے عقبہ ان عامر سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ عنقریب تم پر روم فتح کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ تمھیں کفایت کرے گا تو تم میں سے کوئی اس سے عاجز نہ رہے کہ اپنے تیروں سے کھیلے۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نشانہ بازی کی مشق اسلام کا پسندیدہ کھیل ہے جس کے سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور سیکھنے کے بعد اس کی مشق جاری رکھنے کی تاکید کی گئی ہے اور سیکھنے کے بعد اس کے بھول جانے کو سخت ناپسند کیا گیا ہے لیکن اس جگہ یہ بات ضرور ذہن نشین رہے کہ نشانہ بازی با مقصد ہو جہاد کی نیت سے ہو دشمن کے مقابلہ میں تیاری کے ارادہ سے ہو جس سے بہر حال فائدہ حاصل ہو اس لیے کہ بے مقصد نشانہ بازی کو حدیث پاک میں بھی منع فرمایا گیا ہے جیسا کہ ''مشکوٰۃ المصابیح'' میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہے۔

وعن عبداللّٰہ بن مغفل انہ رای رجلا یخذف فقال لا تخذف فان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نھیٰ عن الخذف وقال انہ لایصادبہ صید ولا ینکابہ عدو ولکنھا قد تکسرالسن و نفقا العین۔(۳۷)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن معفل سے کہ انھوں نے ایک شخص کو کنکر پھینکتے دیکھا تو فرمایا کنکر نہ پھینک کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکر پھینکنے سے منع فرمایا اور فرمایا نہ تو اس سے شکار ہوتا ہے نہ دشمن زخمی ہوتا ہے لیکن یہ کسی کا دانت تھوڑ دیتی ہے اور آنکھ پھوڑ دیتی ہے۔

بہر حال با مقصد نشانہ بازی جو آئندہ چل کر جہاد میں بھی کام دے سکے اسلام کا پسندیدہ کھیل ہے اس مقصد کے لیے بندوق کا شکار بھی پسندیدہ کھیل ہے بشرطیکہ وہ شرعی حدود میں رہتے

(۳۶) مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث ۳۶۸۵ صفحہ ۳۳۶

(۳۷) مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث ۴۳۶۰ مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس۔ لاہور

ہوئے ہو۔

پیدل دوڑ

اپنی صحت وقوت کے مطابق ہلکی یا تیز دوڑ وہ بہترین جسمانی ورزش ہے جس کی افادیت پر سارے اطباء اور ڈاکٹر متفق ہیں۔ کیوں کہ دوڑ سے سستی اور کاہلی دور ہوتی ہے یہ کاہلی اور سستی اسلام میں سخت ناپسندیدہ ہے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پناہ مانگی ہے حضرت انس، حضرت عائشہ اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہم اجمعین سے بخاری و مسلم میں کئی روایت مروی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اللّٰھم انی اعوذبک من العجز والکسل والجبن والبخل والھرم.(۳۸)

اے اللہ میں عاجز رہ جانے سستی، بزدلی، کنجوسی اور بڑھاپے سے تیری پناہ لیتا ہوں۔

پیدل دوڑ سے سستی کاہلی دور ہونے کے علاوہ جسم قوی اور مضبوط ہوتا ہے اور آدمی جہاد و عبادت اور خدمت خلق کے لیے تیار ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بہ نفس نفیس دوڑ کے مقابلہ میں حصہ لیا اسی طرح پیدل دوڑ کا مقابلہ کرایا گھڑسواری کا مقابلہ کرایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کشتی بھی کی امام بخاری روایت کرتے ہیں۔

عن عبداللّٰہ بن عمران رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سابق بین الخیل التی اضمرت من الحفیاء واحدھا ثنیۃ الوداع بین الخیل التی لوتضحر من الثنیۃ الی مسجد بنی زریق وان عبد اللّٰہ بن عمر کان فیمن سابق بھا۔(۳۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اضمار شدہ گھوڑوں کا وہ گھوڑے جن کو پہلے خوب کھلایا پلایا جائے پھر انھیں بھوکا رکھ کر ان کا پسینہ نکلوایا جائے حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک مقابلہ

---

(۳۸) مشکوۃ المصابیح صفحہ ۲۱۶ باب الاستعاذۃ رقم الحدیث ۲۳۴۵

(۳۹) امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج اص ۶۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

کرایا اور غیر اضمار شدہ گھوڑوں کا ثنیہ سے لے کر مسجد بنو زریق تک مقابلہ کرایا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی مقابلہ کرنے والے صحابہ میں تھے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن سلمة بن اکوع قال وکان رجل من الانصار لایسبق (هل من مسابق) شدا قال فجعل یقول الامسابق الی المدینة هل من مسابق الی المدینة فجعل یعید ذلک قال فلما سمعت کلامه اماتکرم کریما ولا تهاک شریفا قالا لا الا ان یکون رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال قلت یارسول اللّٰه بابی انت وامی ذرنی فلا سابق الرجل قال ان شئت قلت اذهب الیک و ثنیت رجلی فطفرت فعدوت قال فربطت علیک شرفا او شرفین استبقی نفسی ثمه عدوت فی اثره فربطت علیه شرفا او شرفین ثم انی رفعت حتی الحقه فاصکه بین کتفیه قال قلت قد سبقت واللّٰه قال انا اظن قال فسبقنه الی المدینة. (۴۰)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کہ انصار میں سے ایک شخص اتنا تیز دوڑتا تھا کہ کوئی شخص اس سے آگے نہیں نکل سکتا تھا اس نے کہا کوئی ہے جو میرے ساتھ مدینہ تک دوڑ میں میرا مقابلہ کرے کوئی ہے جو مدینہ تک میرے ساتھ دوڑے وہ بار بار للکارتا رہا۔ میں نے اس کی شیخی سن لی اور کہا کیا تم کسی کریم کی عزت نہیں کرتے؟ اور کسی شریف سے نہیں ڈرتے؟ اس نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں مجھے دوڑ میں اس شخص سے مقابلہ کی اجازت عنایت فرمائیں آپ نے فرمایا اگر تمھارا

(۴۰) امام مسلم بن حجاج کشیری متوفی ۲۶۱ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۱۱۵ مطبوعہ نور محمد صاح المطابع کراچی

دل چاہے تو میں مڑا اور چھلانگ لگا کر دوڑنے لگا جب ایک چڑھائی یا دو چڑھائیاں آئیں تو میں سانس لینے کے لیے رکا پھر اس کے پیچھے دوڑ پڑا پھر ایک چڑھائی یا دو چڑھائیوں پر میں نے سانس لیا پھر میں نے دوڑ کر اس کو جالیا پھر میں نے اس کے شانوں کے درمیان ایک گھونسہ مارا اور کہا لو اب تم پیچھے رہ گئے پھر میں اس سے پہلے مدینہ پہنچ گیا۔

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالک قال سابق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اعرابی فسبقہ فکان اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وجدوا فی انفسھم من ذلک فقیل لہ فی ذلک فقال حق علی اللّٰہ ان لایرفع شئی نفسہ فی الدنیا الاوضعہ اللّٰہ. (۴۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے دوڑ میں مقابلہ کیا وہ اعرابی آپ سے آگے نکل گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو اس واقعہ سے رنج پہنچا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے جو چیز بھی دنیا میں بلند ہو اس کو پست کر دے" (یعنی مطلقا سر بلندی صرف اللہ کو زیبا ہے۔)

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن عائشہ انھا کانت مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی سفر قالت فسابقتہ فسبقۃ علی رجلی فلما حملت اللحمہ سابقتہ فسبقنی فقال ھذہ بتلک السبقۃ. (۴۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک سفر میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں آپ فرماتی ہیں میں نے دوڑ میں آپ سے مقابلہ کیا

(۴۱) امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن النسائی، ج ۲، ص ۱۰۵ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان۔ لاہور

(۴۲) امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد، ج ۱ ص ۳۴۸ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان۔ لاہور

اور آپ سے آگے نکل گئی پھر جب میں فربہ ہوگئی تو پھر میں نے آپ سے مقابلہ کیا تو اس بار آپ آگے نکل گئے آپ نے فرمایا یہ پہلی بار کا بدلہ ہے۔
یہاں اس بات کی وضاحت مناسب معلوم ہوتی ہے کہ سفر میں یہ قیام کسی میدان میں تھا اور جب یہ مقابلہ دوڑ ہوا تو یہ وقت یا تو رات کا تھا یا پھر اگر دن تھا تو اس وقت آپ اکیلے تھے کوئی تیسرا شخص وہاں موجود نہ تھا کیوں کہ قافلہ آپ کے حکم سے آگے جا چکا تھا لہٰذا اس واقعہ سے وہ لوگ استدلال نہیں کرسکتے جو صبح شام اپنی بے ہودہ بے پردہ بیویوں کے ہمراہ شہر کی سڑکوں یا پارکوں میں واکنگ کرتے نظر آتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ میں دوڑ کا مقابلہ ہوا تو حضرت زبیر آگے نکل گئے تو فرمایا رب کعبہ کی قسم میں جیت گیا پھر کچھ عرصہ بعد دوبارہ دوڑ کا مقابلہ ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے نکل گئے تو انھوں نے بھی وہ جملہ دُہرایا رب کعبہ کی قسم میں جیت گیا۔(۴۳)

مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہنسا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں البتہ ان کے دلوں میں ایمان پہاڑوں سے کہیں زیادہ تھا بلال بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کو دیکھا ہے کہ وہ نشانوں کے درمیان دوڑتے تھے اور بعض بعض سے دل لگی کرتے تھے ہاں جب رات ہوجاتی تو راہب بن جاتے تھے۔(۴۴)

سواری کی مشق

سواری کی مشق یہ بھی اسلام کے پسندیدہ کھیلوں میں سے ایک پسندیدہ کھیل ہے گھڑ سواری کا کھیل ہر لحاظ سے عمدہ ہے سواری کی مشق جہاد میں بھی کام آسکتی ہے اس کے ساتھ ساتھ ورزش مہارت ہمت و جرأت اور بلند حوصلگی جیسی اعلیٰ صفات پیدا ہوتی ہیں اور وقت پڑنے پر یہ کھیل جہاد اور سفر میں خوب کام آتا ہے یہ وجہ ہے کہ قرآن وحدیث میں گھوڑوں کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔
مشکوۃ المصابیح میں مذکور ہے:

---

(۴۳) کنز العمال ج ۱۵، ص ۲۲۴ (۴۴) مشکوۃ المصابیح باب الضحک ص ۴۰۷

وعن جرير بن عبدالله قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يلوى ناصية فرس با صبعه وهو يقول الخيل معقود بنو اصيها الخير الى يوم القيمة الاجر والغنيمة.(۴۵)

روایت ہے حضرت جریر بن عبد اللہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ گھوڑے کی پیشانی کے بال اپنی انگلیوں سے ہٹا رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ گھوڑے کی پیشانی کے بالوں سے قیامت تک بھلائی وابستہ ہے ثواب اور غنیمت۔

اسی طرح مشکوۃ المصابیح میں بخاری شریف کے حوالہ سے بھی حدیث پاک مذکور ہے:

وعن ابی هريره قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احتبس فرسافی سبيل الله ايمانا بالله وتصدقا بوعده فان شبعه وريه وروثه وبوله فی ميزانه يوم القيامة۔(۴۶)

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس نے اللہ کی راہ میں گھوڑا باندھا اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہوئے اور اس کے وعدوں کی تصدیق کرتے ہوئے تو اس کا پیٹ بھرنا پانی پلانا اس کی لید اور پیشاب قیامت کے دن اس شخص کی میزان میں ہوگی۔

مشکوۃ المصابیح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان عالی شان ان الفاظ میں مذکور ہے:

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم البركة في نواصي الخيل.(۴۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برکت گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں ہے۔

---

(۴۵) مشکوۃ المصابیح باب اعداد الۃ الجہاد رقم الحدیث ۳۶۹۰ صفحہ ۳۳۶

(۴۶) مشکوۃ المصابیح باب اعداد الۃ الجہاد رقم الحدیث ۳۶۹۱

(۴۷) مشکوۃ المصابیح باب اعداد الۃ الجہاد رقم الحدیث ۳۶۸۹، صفحہ ۳۳۵

☆ بیع بضربۃ القانص: شکار کا ایک یا دو مرتبہ جال پھینکنے کو فروخت کرنا۔ (ھدایہ)

ان احادیث سے ایک تو گھوڑوں کی فضیلت کا علم ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ احادیث شریف میں گھوڑ دوڑ کا بھی ذکر ملتا ہے گویا گھوڑ دوڑ کرانا سنت ہے بشرطیکہ اس پر مالی ہار جیت نہ ہو ورنہ پھر جوا ہے اور حرام ہے۔ان احادیث میں اگر چہ گھوڑوں کے فضائل مذکور ہیں مگر (اشتراک علت سے اشتراک حکم کے پیش نظر) جس طرح گھوڑ سواری کے فضائل حدیث سے ثابت ہیں اسی طرح ہر وہ سواری جو جہاد میں کام آتی ہو اگر اسے بہ نیت جہاد چلانے کی مشق کی جائے تو وہ بھی اسی حکم میں داخل ہوگی جیسے بمبار اور لڑاکا طیارے ہیلی کاپٹر آبدوز بحری جہاز، ٹینک، بکتر بند گاڑیاں وغیرہ ان سب سواریوں کی مشق اور ٹریننگ اسلامی نقطۂ نظر سے اسلام کے پسندیدہ کھیلوں میں شمار ہوگی جب کہ جائز اور نیک مقاصد کے لیے انھیں سیکھا اور استعمال کیا جائے۔

قرآن کریم میں بھی گھوڑوں کو تیار رکھنے اور دشمن کے مقابلہ میں تیار رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واعدوالهم مااسقطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم واخرين من دونهم لاتعلمونهم الله يعلمهم. (۴۸)

اور اے مسلمانو! تم بہ قدر استطاعت (ان سے مقابلہ کے لیے ہتھیار تیار رکھو اور بندھے ہوئے گھوڑے اور ان سے تم اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو مرعوب کرو اور ان کے سوا دوسرے دشمنوں کو جنھیں تم نہیں جانتے اللہ انھیں جانتا ہے۔

ہر وہ شے جو دشمن کو مرعوب کر دے اس کو تیار کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے اس میں قوت سے مراد اسلحہ کی تمام انواع اور اقسام ہیں اور اس آیت کے دو محمل ہیں ایک یہ کہ جن دشمنانِ اسلام سے تمھارا مقابلہ ہو ان کے خلاف جو اسلحہ سب سے زیادہ موثر ہو اس اسلحہ کو مہیا کرو اور دوسرا محمل یہ ہے کہ اس زمانہ میں جو ہتھیار سب سے زیادہ مہلک ہو اس ہتھیار کو حاصل کرلو۔

عہد رسالت میں سب سے زیادہ مہلک ہتھیار تیر تھا اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازی سیکھنے اور تیر وکمان کے حصول کی بہت زیادہ ترغیب دی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث

---

(۴۸) سورۃ الانفال ۸،۶۰ پ۱۰

پاک سے ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر واعدوالھم مااستطعتم من قوة کی تفسیر میں یہ فرماتے سنا ہے کہ سنو یقیناً قوت تیراندازی ہے سنو یقیناً قوت تیراندازی ہے سنو یقیناً قوت تیراندازی ہے۔(۴۹)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت کے پاس سے گزرے وہ آپس میں تیراندازی کا مقابلہ کررہے تھے کہ کس کا تیر نشانے پر پہنچتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنو اسماعیل تیراندازی کرو کیوں کہ تمھارے باپ تیرانداز تھے تم تیر مارو اور میں بنو فلاں کے ساتھ ہوں تو ان میں سے ایک فریق نے اپنے ہاتھ روک دیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا ہوا تم تیر کیوں نہیں مارتے انھوں نے عرض کی ہم کیسے تیر ماریں حالاں کہ آپ ان کے ساتھ ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تیر مارو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔(۵۰)

اسلحہ کے استعمال کی تربیت حاصل کرنا اس کی مشق کرنا اس کا سیکھنا فرض کفایہ ہے اور کبھی یہ فرض عین ہو جاتا ہے۔

اس دور میں تیراندازی کے مصداق ایٹمی میزائل ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیراندازی سیکھنے اور اس میں مہارت حاصل کرنے کی بہت تاکید فرمائی ہے کیوں کہ اس زمانے میں یہ دشمن کے خلاف بہت بڑا اور بہت موثر ہتھیار تھا اس زمانہ میں تیراندازی کی جدید شکل میزائل ہے جس طرح تیر کو کمان میں رکھ کر ہدف پر مارتے ہیں اس طرح میزائل کے وار ایٹم بم ہائیڈروجن بم اور نیوٹران بم رکھے جاتے ہیں اور لانچنگ پیڈ سے میزائل کو ہدف پر داغا جاتا ہے سو جس طرح اس زمانہ میں تیراندازی کا علم حاصل کرنا اور اس کی مشق کرنا اور نشانہ بازی کے لیے مقابلہ کرنا ضروری تھا اسی طرح اس زمانہ میں ایٹم بم اور ہیڈروجن بم کی تیاری کا علم حاصل کرنا اور میزائل بنانے کا علم حاصل کرنا بہت ضروری ہے اس دور میں ایٹمی صلاحیت حاصل

---

(۴۹) سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۲۵۱۴ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۲۸۳۱، صحیح مسلم

(۵۰) صحیح بخاری رقم الحدیث ۲۸۹۹ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۲۸۱۵

کرنا بہت ضروری ہے جب تک کسی ملک کے پاس ایٹمی صلاحیت نہ ہو اس کی بقا کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ اس لیے آج مسلمانوں کو اپنی بقا کے لیے اور دنیا میں عزت اور آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے کے لیے جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کا علم حاصل کرنا ضروری بلکہ سب سے اہم اور سب سے مقدم فرض ہے۔(۵۱)

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو گھوڑوں سے محبت تھی چوں کہ یہ آلہ جنگ کے طور پر استعمال ہوتے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں کے بعد گھوڑوں سے زیادہ کسی چیز سے محبت نہیں تھی۔(۵۲)

عہد رسالت اور بعد کے دور میں مجاہدین گھوڑوں پر بیٹھ کر جہاد کرتے تھے اور دشمن ممالک کا سفر کرتے تھے اور اس دور میں ٹینک اور بکتر بند گاڑیوں کو گھوڑوں کی جگہ میں استعمال کیا جاتا ہے بلکہ دشمن ممالک پر حملہ کرنے کے لیے جنگی طیاروں کو بھی استعمال کیا جاتا ہے اس لیے ٹینک، بکتر بند گاڑیاں فوجی ٹرک اور لڑاکا طیاروں کی مشق، ٹریننگ اور اس کے فن کا مظاہرہ کرنا جیسا کہ ۲۳ /مارچ کو کیا جاتا ہے اجر وثواب کا باعث ہوگا۔

میاں بیوی کی باہمی دل لگی

جو احادیث پہلے ذکر کی گئی ہیں ان میں یہ بات بھی ذکر کی گئی ہے کہ میاں بیوی کا ایک دوسرے کے ساتھ کھیلنا نہ صرف جائز بلکہ اجر وثواب کا مستحق ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جب ایک بیوہ سے شادی کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وجہ پوچھتے ہوئے ارشاد فرمایا:

> تم نے کنواری سے شادی کیوں نہ کی کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی اور تم اس سے ہنسی مذاق کرتے اور وہ تم سے ہنسی مذاق کرتی۔(۵۳)

اسی طرح کنز العمال میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک منقول ہے:

> اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ کھیلے اور اس کی

---

(۵۱) تبیان القرآن جلد ۶ ص ۶۶۴ تصنیف لطیف علامہ غلام رسول سعیدی

(۵۲) سنن النسائی رقم الحدیث ۳۵۶۶ (۵۳) ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی، مسند احمد

☆ اقرار: عاقل وبالغ کا غیر کا حق اپنے اوپر ثابت ہونے کی خبر دینا اقرار ہے ☆

وجہ سے اللہ تعالیٰ دونوں کوثواب عطا فرماتا ہے اور اسی وجہ سے دونوں کو رزقِ حلال عطا فرماتا ہے۔(۵۴)

حدیث پاک میں آتا ہے:

وعن عائشة قالت واللّٰه لقد رايت النبى صلى اللّٰه عليه وسلم يقوم على باب حجرتى والحبشة يلعبون بالحراب فى المسجد و رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يسترنى بردائه لانظر الى لعبهم بين اذنه و عاتقه ثم يقوم من اجلى حتى اكون انا التى انصرف (الحريصة على) فاقد رو قدر الجارية الحديثة السن الحريصة على اللهو.(۵۵)

روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور حبشی مسجد میں نیزہ بازی کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی چادر سے پردہ کراتے تاکہ میں آپ کے کان اور کندھے کے درمیان ان کا کھیل دیکھوں پھر آپ میری وجہ سے کھڑے رہتے حتیٰ کہ میں ہی لوٹ جاتی تو تم اندازہ لگالو نوعمر لڑکی کے کھیل کی شوقینی کا۔

وضاحت

بعض علماء کرام نے فرمایا کہ یہ واقعہ پردہ کا حکم آنے سے پہلے کا ہے ورنہ آپ کبھی اجنبی لوگوں کا کھیل نہ دیکھتیں جب کہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ پردہ کا حکم آچکنے کے بعد کا ہے ورنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چادر اور اپنے جسم شریف سے آڑ کرتے یا پھر وہ حبشی بچے تھے نہ کہ جوان بچوں کا کھیل دیکھنا جائز ہے چوں کہ وہاں جوانوں کے آجانے کا بھی احتمال تھا اس لیے احتیاطاً حضور نے آڑ فرمالی یا پھر یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب مردوں کو حرام تھا کہ وہ

---

(۵۴) کنز العمال ص ۲۱۷، ج ۱۵

(۵۵) بخاری، مسلم مشکوۃ المصابیح رقم الدیث ۳۱۰۵ صفحہ ۲۸۰

☆ثمن: وہ مقدار جس پر عاقدین رضامند ہو جائیں خواہ وہ قیمت سے زائد ہو یا کم☆

اجنبی عورتوں کو دیکھیں مگر عورتوں پر مردوں کا دیکھنا حرام نہ تھا پھر دوطرفہ پردہ فرض ہوگیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نوعمر بچی بھی تھی اور کھیل تماشہ دیکھنے کی شوقین بھی تم اندازہ لگالو کہ میں کتنی دیر تک کھڑی رہتی ہوں گی مگر قربان جاؤں اس اخلاق مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ خود وہاں سے نہ ہٹتے تھے نہ مجھے اندر جانے کا حکم دیتے تھے بلکہ میری خاطر بہت دیر تک کھڑے رہتے تھے۔(۵۶)

اسی طرح اپنی بیوی کے ساتھ دوڑنا جیسا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ صدیقہ کے ساتھ دوڑنا پہلے مذکور ہوچکا ہے تو یہ عورت کے ساتھ کھیل جائز ہے۔

اس میاں بیوی کے آپس کے کھیل کے علاوہ حدیث پاک میں مذکور ہے کہ عید کے دن کچھ بچیاں کھیل رہی تھیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انھیں روکنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا:

اے ابوبکر! انھیں چھوڑ دو یہ عید کے دن ہیں تاکہ یہودیوں کو معلوم ہوجائے کہ ہمارا دین گنجائش والا ہے کیوں کہ مجھے ایسی شریعت دے کر بھیجا گیا ہے جو افراط تفریط سے پاک اور آسان تر ہے۔(۵۷)

ایک اور حدیث میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے:

روحوا القلوب ساعة فساعة.(۵۸)

یعنی دلوں کو وقتاً فوقتاً خوش کرتے رہا کرو۔

ممنوع کھیل احادیث کی روشنی میں

اس سے قبل ہم نے ان کھیلوں پر سیر حاصل بحث کی ہے جو کسی نہ کسی صورت میں اسلام کی نظر میں عمدہ اور پسندیدہ ہیں اب اس فصل میں ان کھیلوں کا ذکر کیا جائے گا جو کہ اسلام کی نظر میں ناپسندیدہ اور ممنوع ہیں اس لیے اس کے لیے بھی ہم احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سہارا لیں گے ممنوع کھیل کے متعلق مسلم شریف میں حدیث پاک مذکور ہے:

---

(۵۶) مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح ص ۲۲۱ جلد ۵

(۵۷) کنز العمال ص ۲۱۴، ج ۱۵ (۵۸) فیض القدیر ص ۴۱ ج ۴

حدثنی زهیر بن حرب حدثنا عبدالرحمن بن مهدی عن سفیان عن علقمة بن مرثد عن سلیمان ابن بریدة عن ابیه ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال من لعب بالنرد شیر فکانما صبغ یده فی لحم خنریر و دمه۔(۵۹)

حضرت بریدہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے چوسر کو کھیلا اس نے گویا اپنے ہاتھوں کو خنزیر کے خون اور گوشت میں رنگ لیا۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

ہر وہ کھیل جس میں قمار ہو وہ حرام ہے اور جس کھیل میں کسی بھی جانب سے کسی عوض کی شرط نہ ہو ان میں سے بعض حرام ہیں اور بعض مباح حرام تو نردشیر ہے۔

امام بخاری نے کتاب الاستیذان میں ایک باب قائم فرمایا ہے:

کل لهو باطل اذاشغله عن طاعة اللّٰه۔

یعنی ہر لہو جب انسان کو اللہ تعالیٰ کی طاعت سے غافل کردے تو وہ باطل ہے یعنی گناہ ہے۔

قال العلامة الکاسانی فی کتاب السباق واما شرائط جوازه فانواع منها ان یکون فی الانواع الاربعة اطافروالخف النصل والقدم لا فی غیر هالماروی انه علیه السلام قال لاسبق الافی خف اوحاضر او نصال الا انه زیدعلیه السبق فی القدم بحدیث سیدتنا عائشه صدیقه رضی اللّٰه عنها ففیما وراه بقی علی اصل النفی ولانه لعب واللعب حرام فی الاصل الاان اللعب بعده الاشیاء صار مستثنی من التحریم شرعا لقوله علیه الصلاة

(۵۹) صحیح مسلم باب تحریم اللعب بالنردشیر رقم الحدیث ۵۸۰۰

والسلام كل لعب واستثنى الملاعبة بهذه الاشياء المخصوصة فبقيت الملاعبة بما وراء ها على اصل التحريم اذا لاستثناء تكلم بالباقي بعد الثناء فصارت هذه الانواع مستثناه من التحريم فبقى ما وراء ها على اصل الحرمة ولان الاستثناء يحتمل ان يكون لمعنى لايوجد في غير ها وهوالريافته والاستعداد لاسباب الجهاد في الجملة فكانت لعبا صورة و رياضة تعلم اسباب الجهاد فيكون جائزا اذا استجمع شرائط الجواز.ولئن كان لعبالكن اللعب اذا تعلقت به عافية حميدة لايكون حراما ولهذا استثنى ملاعبة الاهل لتعلق عاقبة حميدة بها.(۶۰)

قرآن حکیم میں بھی کامیاب لوگوں فلاح یافتہ مومنین کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:

والذين هم عن اللغومعرضون۔(۶۱)

یہ وہ لوگ ہیں جولغو یعنی فضول باتوں سے احتراز کرتے ہیں۔

البتہ وہ کھیل جو کہ مذکورہ خرابیوں سے خالی ہوں ان کے کھیلنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ فقہائے کرام اور محدثین عظام رحمہم اللہ نے اس کی وضاحت بیان فرمائی ہے اب ہم فقہائے کرام کے بیان کردہ قواعدوضوابط کی روشنی میں کھیل کا جائزہ لیتے ہیں۔

فقہائے کرام ارمحدثین عظام کے نقطۂ نظر سے کھیل کا جائزہ

ا۔ چوسر اور شطرنج اور دیگر کھیلوں کے متعلق فقہاء شافعیہ کی تحقیق

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

امام شافعی اور جمہور فقہاء کے نزدیک نردشیر (چوسر) حرام ہے بعض فقہاء شافعیہ کے نزدیک چوسر کھیلنا مکروہ تنزیہی ہے اور شطرنج کے متعلق ہمارا مذہب یہ ہے کہ وہ مکروہ ہے حرام نہیں ہے

(۶۰) بدائع الضائع ص ۲۰۶ ج ۶ (۶۱) سورۃ المومنون ۲۳،۲ پ ۱۸

☆ صاحبین: فقہ میں صاحبین سے مراد امام ابو یوسف وامام محمد ہیں۔ (رحمہما اللہ تعالی)

تابعین کی جماعت سے بھی اسی طرح منقول ہے۔(۶۲)

صاحب تکملہ شرح المہذب لکھتے ہیں:

شطرنج کھیلنا مکروہ ہے کیوں کہ یہ ایک کھیل ہے جس سے دین میں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور نہ اس کھیل کی کوئی ضرورت ہے اس لیے اس کا ترک اولیٰ ہے لیکن یہ حرام نہیں ہے۔ کیوں کہ حضرت ابن عباس حضرت ابن الزبیر حضرت ابو ہریرہ اور حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہم سے شطرنج کھیلنا منقول ہے اسی طرح ہر وہ کھیل جس کا دین میں کوئی فائدہ نہ ہو اور وہ کھیل اللہ کے ذکر سے بندہ کو غافل کردے جائز نہیں ہے۔(۶۳)

کھیل کے متعلق فقہاء حنبلیہ کی تحقیق

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

ہر وہ کھیل جس میں قمار ہو وہ حرام ہے اور جس کھیل میں کسی جانب سے بھی عوض کی شرط نہ ہو ان میں سے بعض حرام ہیں اور بعض مباح ہیں حرام تو نردشیر ہے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور اکثر شافعیہ کا یہی قول ہے اور بعض فقہا نے کہا یہ مکروہ ہے حرام نہیں ہے علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میسر یعنی جوئے کو حرام کیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شطرنج کو بھی میسر فرمایا ہے اور شطرنج کھیلنے والے اس کھیل سے جنگی چالوں کی تربیت حاصل کرنے کا قصد نہیں کرتے ان کا اس سے قصد صرف کھیل یا جواء ہوتا ہے نیز اس میں مشغول ہو کر انسان نمازوں اور خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے اس لیے امام احمد نے فرمایا کہ شطرنج کھیلنے والے کی شہادت بھی مردود ہے امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے۔

ابوبکر نے کہا کہ جو شخص شطرنج کو حرام سمجھتا ہو اگر وہ شطرنج کھیلے تو یہ فعل حرام ہے اور اگر اس کو مباح سمجھنے والا کھیلے تو اس کی شہادت مسترد نہیں ہوگی الا یہ کھیل اس کو نمازوں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کردے یا اس کھیل میں وہ جھوٹی قسمیں کھائے یا بازار میں بیٹھ کر کھیلے یا اس کی وجہ سے

(۶۲) علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲، ص ۴۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

(۶۳) شرح المہذب ۲ ص ۲۲۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت

کوئی اور سستی اور بے وقعت حرکت ہو۔(۶۴)

کھیل کے متعلق فقہاء مالکیہ کی تحقیق

علامہ ابوالولید باجی مالکی لکھتے ہیں:

امام مالک کے نزدیک نرد اور شطرنج کھیلنا جائز نہیں ہے امام مالک نے فرمایا کہ شطرنج غافل کرنے والی اور شر ہے اس کو کھیلنے والا زیادہ تر اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے نیز یہ جوئے کی ایک قسم ہے۔ اس کی وجہ سے ایک ایسی چیز میں بکثرت وقت صرف کرنا ہے جس میں کوئی دینی اور دنیاوی فائدہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام قرار دیا اور اس کی خرابیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا اس کی وجہ سے شیطان تمہارے اندر ایک دوسرے کے خلاف عداوت اور بغض پیدا کر دیتا ہے اللہ کی یاد اور نماز سے روکتا ہے کیا تم باز آنے والے ہو اور یہ تمام خرابیاں شطرنج میں بھی ہیں بعض روایات میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل شعبی اور عکرمہ شطرنج کھیلتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ ان تک اس کی ممانعت نہیں پہنچی اور ان کے اجتہاد نے خطا کی۔

مجمع الفقہ اسلامی جدہ کے فقہی اجلاسوں کی قراردادیں

بعنوان جدید فقہی مسائل اور ان کا مجوزہ حل

ستر ملکوں کے علماءِ اسلام کے فتاوی وتحقیق کا نچوڑ

جدید فقہی مسائل کا بہترین مجموعہ

ناشر : اسلامک فقہ اکیڈمی پوسٹ بکس نمبر 17777 کراچی

ملنے کا پتہ: مکتبہ ضیاء القرآن، فرید بکسٹال، مکتبہ جامعہ نعیمیہ، پروگریسو بکس لاہور

مکتبہ ضیاء القرآن، مکتبہ رضویہ ، مکتبہ غوثیہ، مکتبہ فیض القرآن، مکتبہ الانور کراچی

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے

القسم العربی

مجلة الفقة الاسلامی

تصدر من
اكاديمية الفقة الاسلامي المعاصر
ص ب ۱۷۷۷۷ گلشن اقبال
كراتشي باكستان

رئیس التحریر
الاستاذ الدکتور / نوراحمد شاہتاز
......☆......
مساعد رئیس التحریر
الاستاذ غلام نصیرالدین نصیر
الدکتور محمد صحبت خان

فهرس الموضوعات

طلائع البنوک الاسلامیة
الاستاذ الدکتور / رفیق یونس مصری